Volume 02, Issue 03,
October-December 2024
PP: 01-07
Open Access on:
www.alimanjournal.com

AL-IMAN
Research Journal
P-ISSN: 3006-1261 E-ISSN: 3006-127X

عصر حاضر کے اخلاقی مسائل اور ان کے حل میں تصوف کا کردار

"The Ethical Issues of the Present Age And the Role of Sufism in their Resolution"

Asiya Khalid [1], Dr. Sumera Safdar [2]

Article History

Received
15-10-2024

Accepted
28-10-2024

Published
08-11-2024

Abstract & Indexing

WORLD of JOURNALS
ASIAN Research Index
Signatory of DORA
ACADEMIA
EuroPub
REVIEWER CREDITS

Abstract

Sufism (Taṣawwuf), regarded as the essence of Islam, plays a pivotal role in the ethical and spiritual development of individuals. Its core objective is to purify the soul and promote moral rectitude, thereby fostering a strong connection with the Divine. One of the critical issues in the modern ethical crisis is humanity's detachment from God, which Sufism addresses through its teachings. This research investigates how Sufi ethics, intertwined with practices of self-purification (Tazkiyat al-Nafs), contribute to inner reformation and spiritual enhancement. Central to Sufi teachings are virtues such as repentance (Tawbah), piety (Taqwa), patience (Ṣabr), gratitude (Shukr), and sincerity (Ikhlāṣ), which serve as defenses against spiritual ailments like arrogance, envy, and pride. Sufi masters have historically implemented practical methods, including remembrance of God (Dhikr), meditation (Murāqabah), and self-discipline (Mujāhadah), to train the soul and help individuals attain moral and spiritual excellence. The study aims to illuminate how these practices continue to offer peace and address contemporary spiritual challenges. By exploring the practical and transformative aspects of Sufism, this research will contribute to a more profound understanding of its role in promoting ethical and spiritual resilience in modern times.

Keywords

Taṣawwuf, Ethical Issues, Spiritual Treatment, Murāqabah, Contemporary spiritual challenges.

[1] ***MPhil Scholar, Dept. of Islamic Studies, The Women University, Multan.***
wajidalighauri9@gmail.com

[2] ***Lecturer, Dept. of Islamic Studies, The Women University, Multan.***
samwasim92@gmail.com

All Rights Reserved © 2023 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

HIRA INSTITUTE of Social Sciences Research & Development

OPEN ACCESS

تمہید

اسلام ایک ایسا منہج حیات ہے جو زندگی کے تمام شعبہ جات میں اصول وضوابط پر مبنی ہے، اسلام اور اخلاق لازم وملزوم ہیں اخلاقی اقدار معاشرے کا اہم عنصر ہیں۔ معاشرے کی بقا کا انحصار اخلاقی اقدار کی پاسداری پر ہوتا ہے۔ اسلام نے اپنے پیروکاروں کیلئے نہ صرف مذہبی اعتقادات کے اصول مقرر فرمائے بلکہ سماجی، اقتصادی اخلاقی اقدار کیلئے بھی رہنمائی فراہم کی ہے۔ عصر حاضر میں جبکہ معاشرہ بے راہ روی، اخلاقی انحطاط، جھوٹ اور دیگر اخلاقی مسائل سے دوچار ہے تمام رذائل انسان کیلئے ترقی کی راہ پر گامزن ہونے میں رکاوٹ کا باعث بن رہے ہیں۔ عصر حاضر کا انسان مادی ترقی کے باوجود قلبی سکون سے محروم ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان نے روحانیت واخلاقیات کی اہمیت کو نظر انداز کیا ہے۔ اس ضمن میں صوفیاء کرام کی تعلیمات موجودہ معاشرتی چیلنجز کے حل میں نہایت معاون ومددگار ثابت ہوسکتی ہیں۔

اس لیے صوفیاء کرام کی تعلیمات کو اپنانا وقت کی اہم ضرورت ہے تاکہ بحیثیت مسلمان قوم ہم ایک مثالی معاشرہ تشکیل دے سکیں۔

انسانی زندگی میں اخلاق کا کردار

اخلاقیات کیلئے انگریزی زبان میں Ethics کا لفظ ہوتا ہے۔ اس کے معنی عادات، کردار اور رسم ورواج کے ہیں۔ اخلاقیات کے لغوی معنی اچھے اور برے افعال کے درمیان فرق کو جانچنا ہے، اخلاقیات خلق سے ماخوذ ہے اس کے معنی عادت یا طبیعت کے ہیں۔ اخلاقیات انسان کے روز مرہ اعمال وافعال کو صحیح اور غلط کے پیمانے پر پرکھنے کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ معاشرتی زندگی کے مختلف پہلوؤں میں راہنمائی فراہم کرتی ہے مزید برآں بہتر کردار سازی کی بھی ترغیب دیتی ہے۔[1] اگر نفس میں موجود ایسی حالت ہو جو ایسے اچھے اعمال پر آمادہ کرے جو عقل اور دین کے لحاظ سے پسندیدہ ہوں تو اسے حسن اخلاق کہا جاتا ہے۔[2] اخلاقیات، اخلاقی اصولوں یا انسانی رویوں کا نام ہے جو یہ طے کرتے ہیں کہ کیا غلط ہے اور کیا درست، کسی بھی معاشرے کے اخلاقی اصول اس کی اخلاقی اقدار کا مظہر ہوتے ہیں جو افراد کو اخلاقی پابندیوں کے ذریعے پر امن معاشرتی زندگی کے قابل بناتے ہیں۔[3]

اللہ عزوجلّ نے انسان کو جن اوصاف وامتیازات سے نوازا ہے ان میں ایک اخلاقیات کو بڑی قدر ومنزلت حاصل ہے۔ انسانی شخصیت کی نشوونما اخلاق پر منحصر ہے جس سے روحانی الذہن افراد پروان چڑھتے ہیں۔ شخصیت سازی کیلئے ضروری ہے کہ نفس انسانی سے ان کثافتوں کو دور کیا جائے جن کی وجہ سے اخلاقیات نشوونما نہیں پاسکتیں۔ مہذب معاشرے کی تشکیل میں اخلاقی اقدار مددگار ثابت ہوتی ہیں۔

علم الاخلاق کا خوبصورت وصف یہ ہے کہ جو شخص اس کے ساتھ دلچسپی رکھتا ہے یہ اس شخص کو ان اعمال کی جانچ اور تجزیے کی پوری صلاحیت فراہم کرتا ہے جو اس کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔[4] علاوہ ازیں اجتماعی سطح پر معاشرتی انتشار اور عدم استحکام کو بھی حد درجہ اخلاقیات کے ذریعے قابو کیا جاسکتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

لقد كان لكم فى رسول الله اسوة حسنة لمن كان يرجو الله واليوم الآخر و ذكر الله كثيرا [5]

تم کو پیغمبر خدا کی پیروی کرنی بہتر ہے اس شخص کو جسے خدا اور روز قیامت کی امید ہو اور وہ خدا کا ذکر کثرت سے کرتا ہو۔

اسلامی تصور اخلاقیات: اصول وخصوصیات

اسلامی تصور اخلاقیات ایک مربوط نظام حیات فراہم کرتا ہے اس نظام کے تحت تقویٰ، انصاف جیسے اصولوں کی پاسداری لازم ہے۔

اسلام کی ایک خصوصیت عدل وانصاف ہے کسی بھی معاشرے کو مستحکم رکھنے کیلئے عدل وانصاف کا قیام انتہائی ضروری ہے۔ عدل وانصاف کے بغیر معاشرہ تباہی کا شکار ہو جائے گا اور لوگوں کے امور کی انجام دہی میں رکاوٹ کا باعث بن جائے گا۔[6] شرم وحیاء بھی اسلام کی خصوصیت ہے شریعت اسلامی اس کو حد درجہ اہمیت دیتی ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الایمان بضع وسبعون شعبة والحیاء شعبة من الایمان [7]

ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں اور حیاء بھی ایمان کی ایک شاخ ہے

امانت و دیانتداری کے متعلق اللہ رب العزت قرآن میں ارشاد فرماتے ہیں:

ان اللہ یامرکم ان تؤدو الامنت الی اھلھا [8]

اللہ تمہیں تاکیدی حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانت انہیں پہنچاؤ

اس طرح رحم دلی، احسان، خدمت خلق، عفو و درگزر، صبر کرنا، سچ بولنا، ایفائے عہد، نرم مزاجی، پردہ پوشی یہ سب اسلامی نظام کی خصوصیات ہیں۔ ایفائے عہد کے متعلق ارشاد ربانی ہے:

واوفوا بالعھد ان العھد کان مسئولا [9]

اور عہد کو پورا کرو عہد کے بارے میں ضرور پوچھ ہو گی

تصوف اور انسانی کردار کی اصلاح: آغاز، خصوصیت و اثرات

تصوف اسلامی تہذیب کی روحانی بنیادوں اور اخلاقی تربیت کا اہم ترین پہلو ہے۔ تصوف قرآن و حدیث کی تعلیمات کے ساتھ ہم آہنگ ہے، تصوف کی روشنی میں انسان تزکیہ نفس کے ذریعے اخلاقی بلندی حاصل کرتا ہے، تصوف کے مادہ کو علمائے کرام نے مختلف الفاظ میں بیان کیا ان میں سے کچھ یہ ہیں: الصوف۔ الصفوا۔ الصفہ تصوف وہ کلمہ جو الصفا سے نکلا ہے۔[10] تصوف کا لفظ صوف سے ماخوذ ہے جو کہ عربی زبان میں صفا یعنی پاکیزگی اور صفائی کا مترادف ہے۔ اہل علم اس بات پر متفق ہیں کہ تصوف کا بنیادی مقصد انسان کے دل کو صفائی اور تزکیہ کی راہ پر گامزن کرنا ہے۔ اصطلاح میں تصوف سے مراد اپنے نفس کو ہر قسم کی بری عادات سے پاک کرنا، اپنے اخلاق کو نکھارنا اور دنیاوی خواہشات سے چھٹکارا حاصل کرنا ہے۔ شریعت تین چیزوں کا مرکب ہے: عقائد، اعمال اور خلوص۔ اگر شریعت کو ایک درخت تصور کریں تو اس کی بنیاد عقائد، اعمال اس کا تنا، شاخیں اس کا پھل اور خلوص کے حصول کو تصوف کہتے ہیں [11] صوفیاء کی خوبصورت خوبی یہ ہے کہ ان کی تبلیغ خالص اللہ کی رضا کیلئے ہوتی ہے۔ ان کے دِل غیر اللہ کی محبت سے یا دنیا کی محبت سے معمور نہیں ہوتے، ان کی نظر آخرت پر ہوتی ہے مزید برآں قناعت، عاجزی و انکساری، کم کھانا، کم بولنا اور کم سونا یہ سب خوبیاں صوفیاء کی شخصیت میں شامل ہوتی ہیں [12] صوفیاء تعلیمات کے ساتھ انوارات و برکات کے ذریعے خواب غفلت سے مسلمانوں کو جگاتے ہیں، ان کو مقصد زندگی سے بھرپور آگاہی دیتے ہیں انہیں اپنا توشہ آخرت تیار کرنے پر آمادہ کرتے ہیں۔ تصوف کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ یہ ہر دور کے مسائل کا حل دیتا ہے۔ تصوف کی تاریخ ایک ہزار سال پر محیط ہے موجودہ معاشرے کو تصوف کی حد درجہ ضرورت ہے [13] بہت سے حضرات اپنی کم علمی کی بناء پر تصوف کو بدعت خیال کرتے ہیں۔ مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

> عہد رسالت اور ادوار صحابہ میں جس طرح دین کے دوسرے شعبوں تفسیر، اصول فقہ کے نام وضع نہیں ہوئے تھے اگرچہ ان کے اصول موجود تھے ان کے تحت یہ شعبے بعد میں مدوّن ہوئے اس طرح دین کا یہ اہم شعبہ تصوف بھی موجود تھا لیکن اس کی تدوین بھی دوسرے شعبوں کی طرح بعد میں ہوئی [14]

تصوف کی بدولت سالک کو تمام علوم میں مہارت حاصل ہو جاتی ہے اور اس کے وقت میں برکت شامل حال ہو جاتی ہے [15]

تصوف کا انسانی زندگی پر سب سے گہرا اثر یہ ہوتا ہے کہ صوفی کو توفیق توبہ نصیب ہوتی ہے، خود احتسابی کی کیفیت ہوتی ہے زندگی شریعت کے اصولوں کے مطابق ہو جاتی ہے اور نفس امارہ بھی تصوف کی برکات کے ذریعے قابو کیا جا سکتا ہے، انسان تمام مخلوق کو اللہ کا کنبہ سمجھ کر ہر شخص سے محبت کرنے لگتا ہے یہ سب کامل مرشد کی صحبت کے بغیر ناممکن ہے اور سالک کا تزکیہ نفس بھی تصوف کی بدولت ہو جاتا ہے [16]

مجاہدہ چار چیزوں کے بغیر نامکمل ہے معرفت الٰہی، ابلیس جو انسان کا ازلی دشمن ہے، نفس امارہ کی پہچان جس میں برائیاں جنم لیتی ہیں اور اللہ کیلئے عمل کو خالص کرنا، اگر کوئی شخص ان چار باتوں سے غافل رہے تو اس کی عبادت بے کار اور ٹھکانہ جہنم ہے [17]

مشہور سلاسل تصوف کا تعارف، مقاصد اور خصوصیات

تصوف کے چار مشہور سلاسل چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ اور نقشبندیہ ہیں۔ سلسلہ چشتیہ حضرت خواجہ ابو اسحاق شرف الدین شامی چشتی کی طرف منسوب ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں اس سلسلہ کے بانی حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری ہیں، آپ کے والد سید غیاث الدین ہیں، آپ بحکم مرشد دین کی اشاعت کیلئے برصغیر میں تشریف لائے اور پھر وہاں سے لاہور حضرت داتا کے مزار پر معتکف رہے۔ آپ کے ہاتھ پر بیعت سے غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔ اس سلسلہ کی سب سے بڑی خصوصیت جذب و تاثیر ہے، ان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ ان کا عمل لوگوں کو جاذب کرے اس کے علاوہ پر تو جمال ان کا اخلاق بھی لوگوں کو متوجہ کرتا ہے۔ شیخ نظام الدین اولیاء کا قول ہے:

ہر چہ علماء بزبان دعوت کنند مشائخ بعمل دعوت کنند [18]

علماء جس بات کی دعوت زبان سے دیتے ہیں مشائخ عمل سے دیتے ہیں۔

سلسلہ سہروردیہ کی ترویج و اشاعت حضرت زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی بدولت ہوئی، سہروردیہ کا مرکز ملتان تھا اس سلسلہ میں تزکیہ نفس کو بہت اہمیت دی جاتی ہے، آداب ذکر کی پابندی کی جاتی ہے، سلسلہ قادریہ حضرت عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے منسوب ہے آپ نے عراق کے صحراؤں میں ریاضت کی بہت تکالیف اُٹھائیں، ایک بار ایسا ہوا کہ بے ہوش ہونے کے باعث لوگ ان کو مردہ سمجھ کر دفن کرنے کی تیاری کرنے لگے [19] آپ کے ذریعے یہ سلسلہ پورے عالم میں پھیل گیا اس طریق کی بنیاد سات چیزوں پر ہے:

- مجاہدہ، توکل، حسن خلق، شکر، صبر، رضا، صدق

غنیۃ الطالبین کتاب میں عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مریدین کو ہدایت فرمائی کہ سماع سے اجتناب کریں، اگر نوبت آجائے پھر باادب ہو کر متوجہ الی اللہ ہو کر بیٹھ جائیں [20]

سلسلہ نقشبندیہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین محمد نقشبندی بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے، برصغیر میں اس سلسلہ کی اشاعت حضرت خواجہ محمد عرف اللہ باقی نے کی، اس سلسلہ کے بھی دو سلسلے ہیں: سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ اور سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ۔ یہ دونوں سلاسل نقشبندیہ کی شاخیں ہیں۔ نقشبندیہ اویسیہ میں یہ خاصیت ہے کہ دنیا و آخرت میں ہماری روح جہاں بھی ہو ولی کامل کی روح سے فیض پا سکتی ہے، تمام سلاسل سلوک میں پہلے شیخ سے رابطہ پھر فنا فی الرّسول ﷺ کروایا جاتا ہے، سلسلہ اویسیہ میں براہ راست فنا فی الرّسول ﷺ کر لیا جاتا ہے [21]

تزکیہ نفس اور لطائف کا تعارف

تزکیہ کے معنی پاک صاف کرنا، نشو و نما کرنا، پروان چڑھانا۔ تزکیہ نفس سے مراد نفس کو سرکشی، نافرمانی کے راستے سے ہٹا کر اطاعت کی راہ پر ڈالنا ہے اور اس کو کمال درجہ تک پہنچانے کے لائق بنانا ہے تاکہ وہ معرفت الٰہی کے قابل ہو سکے [22]

انسانی وجود آگ، ہوا، پانی، مٹی سے بنایا گیا، ان چاروں عناصر سے نفس کی تخلیق ہوتی ہے چونکہ اس کی تخلیق مادیات سے ہوئی اس لیے یہ لذات مادی کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اگر ایمان نصیب ہو تو روح میں زندگی پیدا ہوتی ہے جس قدر روح میں قوت آتی ہے نفس کی حالت اتنی اچھی ہوتی جاتی ہے۔ جب قوت ایمانی ترقی پاتی ہے نفس کی حالت تبدیل ہو جاتی ہے۔ جس طرح بدن کے اعضائے رئیسہ ہیں اسی طرح روح کے اعضائے رئیسہ ہیں، روح عالم امر سے ہے اس لیے اس کے اعضاء بھی عالم امر سے ہیں۔

ان کو لطائف کہتے ہیں ان کے نام قلب، روح، سری، خفی، اخفاء نفس اور سلطان الاذکار ہیں۔ لطیفہ نفس کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اللہ دل کی گہرائیوں میں جائے اور ھو کا شعلہ پیشانی سے نکلے اس لطیفہ کا اثر عملی زندگی پر یہ آتا ہے کہ نیکی مرغوب و مطلوب ہو جاتی ہے اور اللہ کی نافرمانی سے چھٹکارا مل جاتا ہے [23] نفس پر قابو پانا تمام عبادات کی بنیاد ہے، نفس کو نہ پہچاننا در حقیقت اپنی ذات سے ناواقف ہونا ہے، نفس کا مٹ جانا حقیقی بقا کی علامت ہے، نفس کی پیروی مخالفت حق کرنا ہے [24]

رذائل اخلاق کے اثرات اور ان کا علاج

اخلاقی بیماریاں ان اخلاقی مسائل کو ظاہر کرتی ہیں جو انسان کے دماغی، جسمانی و روحانی صحت پر مضر صحت اثرات مرتب کرتی ہیں، یہ سب روح کی بیماریاں ہیں جیسا کہ حسد کے اثرات میں نیکیوں کا ختم ہو جانا، قناعت کا خاتمہ، تکبر کے اثرات میں معاشرے میں فساد برپا ہونا، قیامت کے دن ذلت و رسوائی اور دیگر شامل ہیں۔ غیبت کی وجہ سے چہرے کے نور کا ختم ہو جانا، اطمینان قلب سے محرومی شامل ہے۔ اس طرح بغض و کینہ انسان کی شخصیت پر منفی اثرات مرتب کرتا ہے۔ [25] برکات محمد رسول ﷺ کی دو قسمیں ہیں: پہلی قسم ہے ارشادات رسول ﷺ جس میں اللہ کا قرآن، حدیث مبارک، سنت مبارک اور آپ ﷺ کی حیات سے وصال تک وہ امور جو کسی بھی شخص کو پیش آسکتے ہیں ان کے متعلق مکمل راہنمائی فراہم ہے۔ برکات کا حال یہ ہے کہ اگر ایمان کے حامل شخص پر پڑ گئی تو وہ صحابیت کے درجہ پر فائز ہو گیا اس شخص کے دل کی حالت بدل گئی اس کیفیت کو بعد میں تصوف کا نام دیا گیا [26]

مراقبات قرب الٰہی کا مظہر ہیں۔ یہ قرب الٰہی کو پانے کی سیڑھی اور درجات ہیں۔ قاسم فیوضات حضرت امیر اکرم اعوان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

> اگر عالم بالا کے مراقبات نصیب ہوں تو نوافل پڑھنے سے زیادہ باعث برکت مراقبات کرنا ہے۔ فرائض کے بعد جو سب سے زیادہ رحمت وارد ہوتی ہے وہ مراقبات میں بیٹھے رہنے سے ہوتی ہے [27]
>
> شیخ کامل کیلئے چند شرائط یہ ہیں:

- کوئی ایسا ولی جس کو دیکھ کر اللہ یاد آئے
- دین کا ضروری علم رکھتا ہو
- ہر سالک کے قلب کو معرفت الٰہی سے آشنا کرنے کے قابل ہو
- عملی زندگی قرآن و سنت کے مطابق ہو

مؤمن کا معاملہ اپنے اللہ سے ہے، استاد عمل سکھاتا ہے یہاں تک کہ سالک سب کچھ آپ ﷺ کی پسند پر قربان کرتا ہے، اس کو فنا فی الرسول ﷺ کہتے ہیں [28] اللہ ان لوگوں کو سکون عطاء کرتے ہیں جن کے قلوب اللہ کی محبت سے معمور ہوں، جن کے دل اللہ کے ذکر سے آباد ہوں، اگر دنیا کا سکون حاصل کرنا چاہتے ہو تو تھوڑا سا مجاہدہ کرنا پڑے گا۔ ارشاد ربانی ہے:

> الا بذکر اللہ تطمئن القلوب [29]
>
> یاد رکھو! اللہ کے ذکر سے ہی دلوں میں اطمینان و سکون ہے
>
> حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:
>
> جب کچھ لوگ محض رضائے الٰہی کیلئے ذکر خدا کے لیے جمع ہوتے ہیں تو آسمان سے منادی ندا کرتا ہے کہ کھڑے ہو جاؤ تمہارے گناہوں کو معاف کر دیا گیا تمہارے گناہوں کو نیکیوں سے بھر دیا گیا۔ ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

اللہ نے نامہ اعمال لکھنے والے فرشتوں کے علاوہ ایسے سیاح فرشتوں کو پیدا فرمایا جو زمین میں سر گرم سفر رہتے ہیں جب وہ کسی جماعت کو ذکر میں مشغول پاتے ہیں تو سب سے کہتے ہیں ادھر اپنی مطلوبہ چیز کی طرف آؤ وہ سب فرشتے جمع ہو جاتے ہیں انہیں آسمان تک گھیر لیتے ہیں[30]

ذکر کی دو قسمیں ہیں: ایک زبان سے اللہ کا ذکر کرنا، دوسرا دل سے اللہ کا ذکر کرنا، جس کا ذکر بالواسطہ اور بلاواسطہ قرآن میں متعدد مقامات پر آیا ہے۔ زبان کے ذکر کرنے سے انسان دِل سے ذکر کرنے کی منزل تک پہنچ جاتا ہے لیکن دل سے ذکر کرنا اصلی طور پر اثر انداز ہوتا ہے، کیونکہ دل میں انوارات وبرکات جذب کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن نبی ﷺ کے قلب اطہر پر نازل کیا گیا۔ جب بندہ زبان ودِل سے اللہ کا ذکر اس کی ہی توفیق سے کرتا ہے تو وہ حالت سلوک میں بے عیب شخصیت اور وصف کامل کا حامل ہو جاتا ہے۔[31]

خلاصہ بحث

اسلام میں اخلاقیات بہت قدرو منزلت کی حامل ہیں، اس کی دو اقسام فضائل اخلاق اور رذائل اخلاق ہیں۔ تصوف شریعت کی روح ہے، جدید دور میں اخلاقی مسائل کی نوعیت پیچیدہ ہو چکی ہے جو معاشرے کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کا سبب بن رہی ہیں۔ ان تمام اخلاقی مسائل کا حل تصوف کی تعلیمات میں موجود ہے، یہ تعلیمات فرد کو روحانی طور پر مضبوط بناتی ہیں تصوف فرد کو تمام رذائل اخلاق سے پاک کر کے فضائل اخلاق سے مزین کرتا ہے۔ اس لیے صوفیاء انوارات وبرکات اور تصوف کی عملی حکمتوں سے لوگوں کو آشنا کر کے ان کے قلوب کو اللہ کے نور سے منور کرتے ہیں۔ اس طرح تصوف کا پیروکار سماجی فلاح میں لگ جاتا ہے۔ مختصراً یہ کہ تصوف کی عملی حکمتوں اور طریقوں کو اپنا کر اخلاقی بحران کا دیرپا حل ممکن ہے اس ضمن میں نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ کا مطالعہ اور سنت مبارکہ کو اپنانا بھی مسلمان کیلئے مشعل راہ ثابت ہو گا۔

حوالہ جات و حواشی

1 جان ڈیوی، پروفیسر، **اخلاقیات**، مترجم عبد الباری ندوی، (دار الطبع جامعہ عثمانیہ، 1932ء)، ص 1/2۔

2 محمد، ابو حامد غزالی، **احیاء العلوم**، (کراچی: مکتبہ المدینہ، اکتوبر 2023ء)، 3/249۔

3 حسین محی الدین قادری، ڈاکٹر، **اسلامی اخلاقیات**، (لاہور: تجارت، منہاج القرآن پرنٹرز، جنوری 2019ء)، ص 3۔

4 محمد حفیظ الرحمن سیوہاروی، **اخلاق اور فلسفہ اخلاق**، (لاہور: المکتبہ الرحمانیہ، خالد مقبول پبلشرز اردو بازار، مارچ 1974ء)، ص 8۔

5 سورۃ الاحزاب 21/33۔

6 ابو حمزہ عبد الخالق صدیقی، **اسلام کا نظام اخلاق و ادب**، (لاہور: انصار السنہ پبلیکیشنز، س ن)، ص 227۔

7 امام مسلم، مسلم بن حجاج القشیری، **صحیح مسلم**، (دار السلام پبلشرز 2014)، کتاب الایمان، رقم الحدیث: 152۔

8 سورۃ النساء 4/58۔

9 سورۃ الاسراء 17/34۔

10 عبد اللہ بن عبد الرحمن، ابو الفتح، **رسالۃ الشیخ ارسلان** (بیروت: س ن)، ص 29۔

11 حضرت اللہ یار خانؒ، **حیات جاوداں**، حصہ اول سے اقتباس (س ن)، ص 1۔

12 عبد الماجد دریا آبادی، مولانا، **تصوف اور اسلام** گگن شاہد، (جہلم: امر شاہد بک کارنر پرنٹرز، پبلشرز اینڈ بک سیلرز، س ن)، ص 25/26۔

13 ڈاکٹر محمد حفیظ الرحمن، **تصوف اور صوفیاء کی تاریخ عرب سے ہندوستان تک**، (لاہور: شاکر پبلی کیشنز، اردو بازار، نومبر 2014ء)، ص 165-168۔

14 حضرت مولانا اللہ یار خانؒ، **دلائل السلوک**، (لاہور: جدید پریس، ادارہ نقشبندیہ اویسیہ کتب خانہ، 2009ء)، ص 9۔

15 حضرت سلطان باہوؒ، **محک الفقر کلاں**، (فاروق آباد: مکتبہ نقشبندیہ قادریہ)، ص 113۔

16 پروفیسر یوسف سلیم چشتی، **تاریخ تصوف**، (پنجاب: محمد یوسف گواریہ ڈائریکٹر علماء اکیڈمی محکمہ اوقاف، س ن)، 1/13-14۔

17 شیخ عبد القادر جیلانیؒ، **غنیۃ الطالبین** (لاہور: نعمانی کتاب خانہ حافظ مبشر حسین، س ن) ص 639۔

18 خلیق نظامی، **تاریخ مشائخ چشت**، ص 309 بحوالہ سیر اولیاء ص 321۔

19 شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان، **سیر اعلام النبلاء**، 20/444۔

20 اختر عادل قاسمی، **سلاسل تصوف**، (بہار: دائرۃ المعارف الربانیہ جامعہ ربانی منورواشریف سمتی)، ص 22-23۔

21 آسیہ اعوان، **طریق السلوک فی آداب الشیوخ**، (فیصل آباد: الخیر پبلیکیشنز، 2003ء)، ص 57۔

22 ابن رجب حنبلی، ابن القیم الجوزی، حامد غزالی، **تزکیۃ النفوس**، (ممبئی: الدار السلفیہ، اکتوبر 1999ء)، ص 73-78۔

23 حضرت مولانا امیر اکرم اعوانؒ، **کنوز دل**، (چکوال: دار الفرقان منارہ، جولائی 2010ء، رجب 1431ھ)، ص 71۔

24 مولوی محمد حسین مناظر، **سوانح سیدنا ابو الحسن مع علی بن عثمان معروف حضرت داتا گنج بخشؒ** (لاہور: ملک دین محمد اینڈ سنز، س ن)، ص 16-17۔

25 ابو حامد، محمد الغزالی، امام، **احیاء العلوم الدین**، (کراچی: دار السلام، س ن)، ص 309-313۔

26 سید عبد الودود شاہ اخوند زادہ، **تعلیمات و برکات نبوت**، (فیصل آباد: الخیر پبلی کیشنز اے ٹی ایم بلڈنگ پل لوریاں، 2002ء) ص 36-37۔

27 حضرت اکرم اعوانؒ، **حقیقت روح**، (چکوال: ناشر ادارہ اویسیہ منارہ، س ن)، ص 15-16۔

28 حضرت اکرم اعوانؒ، **اصلاح قلب اور ضرورت شیخ**، (چکوال: ادارہ اویسیہ، س ن) ص 10۔

29 سورۃ الرعد 13/28۔

30 **مکاشفۃ القلوب**، مترجم مفتی تقدس علی خان (کراچی: مکتبہ مدینہ محلہ سود گراں، رجب المرجب 1435ھ مئی 2014ء)، ص 353۔

31 ابو القاسم، عبد الکریم بن ہوازن القشیریؒ، **الرسالۃ القشیریہ**، (لاہور: مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ)، ص 399۔